

تفہیم القرآن

السَّابِق

نام | دوسری آیت کے فقرے عَنِ النَّبِيِّ الْعَظِيمِ کے لفظ النَّبِيِّ کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے، اور یہ صرت نام ہی نہیں ہے بلکہ اس سُوْرۃ کے مضامین کا عنوان بھی ہے، کیونکہ نبی سے مراد قیامت اور آخرت کی خبر ہے اور سُوْرۃ میں ساری بحث اسی پر کی گئی ہے۔

زمانہ نزول | جیسا کہ ہم سُوْرۃ مُرْسَلَات کے دیباچے میں بیان کر چکے ہیں، سُوْرۃ قیامت سے سُوْرۃ نازعات تک سب کا مضمون ایک دوسرے سے مشابہ ہے اور یہ سب مکہ معظمہ کے ابتدائی دور کی نازل شدہ معلوم ہوتی ہیں۔

موضوع اور مضمون | اس کا مضمون بھی وہی ہے جو سُوْرۃ مُرْسَلَات کا ہے، یعنی قیامت اور آخرت کا اثبات، اور اس کو ماننے یا نہ ماننے کے نتائج سے لوگوں کو خبردار کرنا۔

تکمہ مضئمہ میں جب اول اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تبلیغ کا آغاز کیا تو اس کی بنیاد تین چیزیں تھیں۔ ایک یہ بات کہ اللہ کے ساتھ کسی کو خدائی میں شریک نہ مانا جائے دوسری یہ کہ آپ کو اللہ نے اپنا رسول مقرر کیا ہے تیسری یہ کہ اس دنیا کا ایک روز خاتمہ ہو جائے گا اور اس کے بعد ایک دوسرا عالم برپا ہوگا جس میں تمام اولین و آخرین دوبارہ زندہ کر کے اسی جسم کے ساتھ اٹھائے جائیں گے جس میں رہ کر انہوں نے دنیا میں کام کیا تھا، پھر ان کے عقائد اور اعمال کا حساب لیا جائے گا اور اس محاسبہ میں جو لوگ مؤمن و صالح ثابت ہوں گے وہ ہمیشہ کے لیے جنت

میں جائیں گے اور جو کافر و فاسق ہوں گے وہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہیں گے۔ ان تینوں باتوں میں سے پہلی بات اگرچہ اہل مکہ کو سخت ناگوار تھی، لیکن بہر حال وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے منکر نہ تھے، اُس کے رب اعلیٰ اور خالق و رازق ہونے کو بھی مانتے تھے، اور یہ بھی تسلیم کرتے تھے کہ دوسرے جن رجن کو وہ معبود قرار دیتے ہیں وہ اللہ ہی کی مخلوق ہیں، اس لیے جھگڑا صرف اس امر میں تھا کہ خدائی کی صفات و اختیارات میں اور الوہیت کی ذات میں اُن کی کوئی شرکت ہے یا نہیں۔ دوسری بات کو کتے کے لوگ ماننے کے لیے تیار نہ تھے، مگر اس امر سے انکار کرنا ان کے لیے ممکن نہ تھا کہ چالیس سال تک جو زندگی حضور نے دعوتِ رسالت سے پہلے اُنہی کے درمیان گزاری تھی، اس میں انہوں نے کبھی آپ کو جھوٹا یا فریب کار، یا انسانی اغراض کے لیے ناجائز طریقے اختیار کرنے والا نہ پایا تھا۔ وہ خود آپ کی دانائی و فرزانگی، سلامت روی اور اخلاق کی بلندی کے قائل و معترف تھے۔ اس لیے ہزار بہانے اور الزامات تراشنے کے باوجود انہیں دوسروں کو باور کرانا تو درکنار، اپنی جگہ خود بھی یہ باور کرنے میں سخت مشکل پیش آرہی تھی کہ حضور سارے معاملات میں نور استباز ہیں مگر صرف رسالت کے دعوے میں معاذ اللہ جھوٹے ہیں۔ اس طرح پہلی دو باتیں اہل مکہ کے لیے دراصل اتنی زیادہ الجھن کی موجب نہ تھیں جتنی تیسری بات تھی۔ اُس کو جب اُن کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے سب سے زیادہ اُسی کا مذاق اڑایا، اُسی پر سب سے بڑھ کر جیرانی اور تعجب کا اظہار کیا، اور اُسے بالکل بعید از عقل و امکان سمجھ کر جگہ جگہ اس کے ناقابل یقین بلکہ ناقابل تصور ہونے کے چرچے شروع کر دیئے، مگر اسلام کی راہ پر اُن کو لانے کے لیے یغنی ناگزیر تھا کہ آخرت کا عقیدہ اُن کے ذہن میں اتارا جائے، کیونکہ اس عقیدے کو ماننے بغیر ممکن ہی نہ تھا کہ حق اور باطل کے معاملہ میں اُن کا طرز فکر سنجیدہ ہو سکتا، بخیر و شر کے معاملہ میں ان کا معیارِ اقدار بدل سکتا، اور وہ دنیا پرستی کی راہ چھوڑ کر اُس راہ پر ایک قدم بھی چل سکتے جس پر اسلام ان کو چلانا پاتا تھا یہی وجہ ہے کہ مکہ معظمہ کے ابتدائی دور کی سورتوں میں زیادہ تر زور آخرت کا عقیدہ دلوں میں بٹھانے پر صرف کیا گیا ہے، البتہ اس کے لیے دلائل ایسے انا سے دیئے گئے ہیں جن سے توحید کا

تصور بھی خود بخود ذہن نشین ہوتا چلا جاتا ہے، اور بیچ بیچ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے برقی ہونے کے دلائل بھی مختصر اُدے دیتے گئے ہیں۔

اس دُور کی سورتوں میں آخرت کے مضمون کی اس نگرار کا سبب اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد اب اس سورت کے مضامین پر ایک نگاہ ڈال لیجیے۔ اس میں سب سے پہلے اُن چروچوں اور پتھریوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو قیامت کی خبر سن کر مکہ کے ہر کوچہ و بازار اور اہل مکہ کی ہر مغل میں ہو رہی تھیں۔ اس کے بعد انکار کرنے والوں سے پوچھا گیا ہے کہ کیا تمہیں بی زمین نظر نہیں آتی جسے ہم نے تمہارے لیے فرش بنا رکھا ہے؟ کیا یہ بلند و بالا پہاڑ تمہیں نظر نہیں آتے جنہیں ہم نے زمین میں گاڑ رکھا ہے؟ کیا تم اپنے آپ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح ہم نے تمہیں مردوں اور عورتوں کے جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا ہے؟ کیا تم اپنی نیند کو نہیں دیکھتے جس کے ذریعہ ہم نے تم کو دنیا میں کام کرنے کے قابل بنائے رکھنے کے لیے ہر چند گھنٹوں کی محنت کے بعد ہر چند گھنٹے آرم لینے پر مجبور کر رکھا ہے؟ کیا تم رات اور دن کی آمد و رفت کو نہیں دیکھتے جسے ٹھیک تیاری ضرورت کے مطابق ہم باقاعدگی کے ساتھ مسلسل جاری رکھے ہوئے ہیں؟ کیا تم اپنے اوپر آسمانوں کے مضبوط بندھے ہوئے نظام کو نہیں دیکھتے؟ کیا یہ سورج تمہیں نظر نہیں آتا جس کی بدولت تمہیں روشنی اور حرارت میسر آ رہی ہے؟ کیا تم اُن بارشوں کو نہیں دیکھتے جو بادلوں سے برس رہی ہیں اور ان کے ذریعہ سے غلے اور میزبانیاں اور گھنے باغ اُگ رہے ہیں؟ یہ ساری چیزیں کیا تمہیں ہی تیار ہی ہیں؟ جس قادرِ مطلق نے ان کو پیدا کیا ہے اُس کی قدرت قیامت لانے اور آخرت برپا کرنے سے عاجز ہے؟ اور اس پُورے کارخانے میں جو کمال درجے کی حکمت و درانائی صریحاً کاغذ فرما ہے کیا اس کو دیکھتے ہوئے تمہاری سمجھ میں ہی آتا ہے کہ اس کارخانے کا ایک ایک جز اور ایک ایک فعل تو با مقصد ہے مگر بجائے خود پُورا کارخانہ بے مقصد ہے؟ آخر اس سے زیادہ لغو اور بے معنی بات کیا سمجھ سکتی ہے کہ اس کارخانے میں انسان کو پیش دست (FOREMAN) کے منصب پر مامور کر کے اسے یہاں بڑے وسیع اقتدارات تو دے دیے جائیں مگر جب وہ اپنا کام

پورا کر کے یہاں سے رخصت ہو تو اسے یونہی چھوڑ دیا جاتے؟ نہ کام بنانے پر مشین اور انعام، نہ کام بگاڑنے پر باز پرس اور سزا؟

یہ دلائل دینے کے بعد پورے زور کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ فیصلے کا دن یقیناً اپنے مقرر وقت پر آکر رہے گا۔ صوری میں بس ایک ٹھونک مارنے کی دیر ہے، وہ سب کچھ جس کی تمہیں خبر دی جا رہی ہے سامنے آجائے گا اور تم آج چاہے ما زیا نہ مانو، اُس وقت جہاں جہاں تم مڑے پڑے ہو گے وہاں سے فوج و رفوج اپنا حساب دینے کے لیے نکل آؤ گے۔ تمہارا انکار اس واقعہ کو پیش آنے سے نہیں روک سکتا۔

اس کے بعد آیت ۲۱ سے ۲۰ تک بتایا گیا ہے کہ جو لوگ کسی حساب کتاب کی توقع نہیں رکھتے اور جنہوں نے ہماری آیات کو ٹھٹھلا دیا ہے، ان کا ایک ایک کر توت گن گن کر ہمارے ہاں لکھا ہٹوا ہے، اور اُن کی خبر لینے کے لیے جہنم گھات لگاتے ہوئے تیار ہے جہاں ان کے اعمال کا پھرو بدلہ انہیں دے دیا جائے گا۔ پھر آیت ۳۱ سے ۶ تک اُن لوگوں کی بہترین جزا بتائی گئی ہے جنہوں نے اپنے آپ کو ذمہ دار و حجاب وہ سمجھ کر دنیا میں اپنی آخرت درست کرنے کی پیلے ہی نکر کر لی ہے، اور انہیں اطمینان دلایا گیا ہے کہ انہیں ان کی خدمات کا صرف اجر ہی نہیں دیا جائے گا بلکہ اس سے زائد کافی انعام بھی دیا جائے گا۔

آخر میں خدا کی عدالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ وہاں کسی کے آڑ کر بیٹھ جانے اور اپنے متوسلین کو بخشوا کر چھوڑنے کا کیا سوال، کوئی بلا اجازت زبان تک نہ کھول سکے گا، اور اجازت بھی اس شرط کے ساتھ ملے گی کہ جس کے حق میں سفارش کا اذن ہو صرف اسی کے لیے سفارش کرے اور سفارش میں کوئی بے جا بات نہ کہے۔ نیز سفارش کی اجازت صرف ان لوگوں کے حق میں دی جائے گی جو دنیا میں کلمہ حق کے قائل رہے ہیں اور محض گناہ کار ہیں، خدا کے باغی اور حق کے ٹنڈر کسی سفارش کے مستحق نہ ہوں گے۔

پھر کلام کو اس تشبیہ پر ختم کیا گیا ہے کہ جس دن کے آنے کی خبر دی جا رہی ہے اُس کا آنا

برقی ہے، اُسے دُور نہ سمجھو، وہ قریب ہی آٹکا ہے، اب جس کا جی چاہے اسے ان کر اپنے رب کا
لاستہ اختیار کر لے، لیکن اس تنبیہ کے باوجود جو اُس کا انکار کرے گا اس کا سارا کیا دھرا اُس کے
سامنے آجاتے گا اور پھر وہ کھتا پھٹتا کر کہے گا کہ کاش میں دنیا میں پیدا ہی نہ ہوتا۔ اُس وقت اُس
کا یہ احساس اُسی دنیا کے بارے میں ہو گا جس پر وہ آج کُتھو ہوا ہے۔

اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان اور جسم فرمائے والا ہے

یہ لوگ کس چیز کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں؟ کیا اُس بڑی شے کے بارے میں جس کے متعلق مختلف
چیزیں گویا کہنے میں لگے ہوئے ہیں؟ ہرگز نہیں، منقریب انہیں معلوم ہو چکے ہیں، ہرگز نہیں، منقریب
نہ بڑی خبر سے مراد قیامت اور آخرت کی خبر ہے جس کو اہل مکہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سنتے تھے، پھر ہر مصل میں اس
پر طرح طرح کی چیزیں گویا کہتی تھیں۔ پوچھ گچھ سے مراد یہی چیزیں گویا کہتی تھیں۔ لوگ جب ایک دوسرے سے ملے تھے
تو کہتے تھے کہ جہاں، کبھی پہلے ہی تم نے سنا ہے کہ مر کے کوئی دوبارہ زندہ ہو گا؟ کیا یہ مانتے کے قابل بات ہے کہ
اگلے سر کر جو دنیاں، دینہ دینہ ہو چکی ہیں ان میں سے سرے سے جان بڑگی؟ کیا عقل میں یہ بات سماتی ہے کہ اگلی کھلی مادی
نفسیں اٹھ کر ایک جگہ جمع ہونگی؟ کیا یہ ممکن ہے کہ بڑے بڑے ہرے ہرے پہاڑوں میں روٹی کے گالوں کی طرح اُڑنے
لگیں گے؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ چاند سورج اور ستارے سب ٹھکر کر رہ جائیں اور دنیا کا یہ سارا جہا جہا انتہا مٹ پٹ ہو
جاتے؟ یہ صاحبِ جوہر ایک اچھے فلسفے والا آدمی تھے آج انہیں یہ کیا ہو گیا ہے کہ ہمیں ایسی عجیب انتہائی خبریں
سنا رہے ہیں۔ یہ عزت اور یہ دوزخ آخر پہلے کہاں تھیں جن کا ذکر ہم نے کبھی ان کی زبان سے نہ سنا تھا؟ اب یکے
دم کہاں سے نکل آئی ہیں کہ انہوں نے ان کے عجیب و غریب نقشے ہمارے سامنے کھینچنے شروع کر دیئے ہیں؟
ہُوَ ذُو فَضْلٍ مَّخْتَلِفٌ ۙ لَّا يَمْلِكُ لَكَ مِنْ شَيْءٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ صَافِحًا ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْكَ كَثْرَتُ دِينِكَ وَلَا هُوَ يُنصِرُكَ
دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا کے انہام کے بارے میں یہ لوگ خود ہی کوئی ایک متفق علیہ عقیدہ نہیں رکھتے
بلکہ ان کے درمیان اس کے متعلق مختلف خیالات پلتے جاتے ہیں: "اُن میں سے کوئی میسائوں کے خیالات سے
متاثر تھا اور زندگی بعد مرث کرانا تھا مگر یہ سمجھتا تھا کہ وہ دوسری زندگی جہاں نہیں بلکہ روحانی ہوگی۔ کوئی آخرت کا

انہیں معلوم ہو جائے گا۔

کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے زمین کو فرش بنایا، اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا، اور تمہیں

تفصیٰ منکر نہ تھا مگر اسے شک تھا کہ وہ ہو سکتی ہے یا نہیں، چنانچہ قرآن مجید ہی میں اس خیال کے لوگوں کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ اِنَّ تَنْطَعُ الْاَاطْنَآ مَا مَخَعُ مِمْسْتَقِيْنِيْنَ، ہم تو بس ایک گمان سارکتے ہیں، یقین ہم کو نہیں ہے (الجمانیہ ۱۳) اور کوئی باطل صاف صاف کہتا تھا کہ اِنَّ هِيَ الْاَحْيَانَا الدُّنْيَا وَمَا مَخَعُ بِمَعُوْنِيْنَ، جو کچھ بھی ہے بس ہماری یہی دنیا کی زندگی ہے اور ہم ہرگز مرنے کے بعد دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے (الانعام - آیت ۲۹)۔ پھر کچھ لوگ ان میں سے دہریے تھے اور کہتے تھے کہ مَا هِيَ الْاَحْيَانَا الدُّنْيَا مَمُوْتٌ وَحْيَا وَمَا يُفْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ، زندگی بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے، یہیں ہم مرتے اور جلتے ہیں اور گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کرتی ہو (الجمانیہ ۲۴)۔ اور کچھ دوسرے لوگ دہریے تو نہ تھے مگر دوسری زندگی کو ناممکن قرار دیتے تھے، یعنی ان کے نزدیک یہ خدا کی قدرت سے خارج تھا کہ وہ مرے ہوئے انسانوں کو پھر سے زندہ کر سکے۔ ان کا قول تھا مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ، کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جبکہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں؟ (رئس ۷۸)۔ یہ ان کے مختلف اقوال خود ہی اس بات کا ثبوت تھے کہ ان کے پاس اس مسئلے میں کوئی علم نہ تھا، بلکہ وہ محض گمان و تیاس کے تیرتھے چلارہے تھے، ورنہ علم ہوتا تو سب کسی ایک بات کے قائل ہوتے دہریہ تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن جلد پنجم، الذاریات، حاشیہ ۶)۔

۳۔ یعنی آخرت کے متعلق جو باتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں سب غلط ہیں۔ جو کچھ انہوں نے سمجھ رکھا ہے وہ ہرگز صحیح

نہیں ہے۔

۴۔ یعنی وہ وقت دور نہیں ہے جب وہی چیز حقیقت بن کر ان کے سامنے آجائے گی جس کے بارے میں یہ فضول چھیڑتی رہے ہیں۔ اُس وقت انہیں پتہ چل جائے گا کہ رسول نے جو خیر ان کو دی تھی وہی صحیح تھی اور تیاس و گمان سے جو باتیں یہ بنا رہے تھے ان کی کوئی حقیقت نہ تھی۔

۵۔ زمین کو انسان کے لیے فرش، یعنی ایک پرسکون قیام گاہ بنانے میں قدرت و حکمت کے جو کمالات کا راز ظاہر ہیں ان پر اس سے پہلے تفہیم القرآن میں متعدد مقامات پر تفصیلی روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ مثال کے طور پر مقامات ذیل

مردوں اور عورتوں کے، جڑوں کی شکل میں پیدا کیا، اور تمہاری نیند کو باعثِ سکون بنایا، اور رات کو پردہ پوش اور دن کو معاش کا وقت بنایا، اور تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان قائم کیے، اور ایک

ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، النمل، حواشی ۳، ۴، ۵، ۸۱۔ جلد چہارم، یس، حاشیہ ۲۹۔ المؤمن، حواشی ۹۰، ۹۱۔ الزخرف، حاشیہ ۷۔ الجاثیہ، حاشیہ ۷۔ جلد پنجم، نوح، حاشیہ ۱۸۔

۷۔ زمین پر پھاڑ پیدا کرنے کی حکمتوں کے متعلق ملاحظہ ہو تفہیم القرآن جلد دوم، النمل، حاشیہ ۱۲، جلد سوم، النمل حاشیہ ۴، جلد پنجم، المرسلات، حاشیہ ۱۵۔

۸۔ انسان کو مردوں اور عورتوں کے جڑوں کی شکل میں پیدا کرنا اپنے اندر جو عظیم حکمتیں رکھتا ہے ان کی تفضیل کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، الفرقان، حاشیہ ۶۹، الروم، حواشی ۲۸، ۲۹۔ جلد چہارم، یس، حاشیہ ۳۱۔ الشوری، حاشیہ ۷۷۔ الزخرف، حاشیہ ۱۲۔ جلد پنجم، التیام، حاشیہ ۲۵۔

۹۔ انسان کو دنیا میں کام کرنے کے قابل بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جس حکمت کے ساتھ اس کی فطرت میں نیند کا ایک ایسا داعیہ رکھ دیا ہے جو ہر چند گھنٹوں کی محنت کے بعد اسے چند گھنٹے سونے پر مجبور کر دیتا ہے اس کی تشریح ہم تفہیم القرآن، جلد سوم۔ الروم، حاشیہ ۳۳ میں کر چکے ہیں۔

۱۰۔ یعنی رات کو اس غرض کے لیے تاریک بنا دیا کہ اس میں تم روشنی سے محفوظ رہ کر زیادہ آسانی کے ساتھ نیند کا سکون حاصل کر سکو، اور دن کو اس مقصد سے روشن بنایا کہ اس میں تم زیادہ سہولت کے ساتھ اپنی معاش کے لیے کام کر سکو۔ زمین پر باقاعدگی کے ساتھ مسلسل رات اور دن کا الٹ پھیر کرتے رہنے کے بے شمار فوائد میں سے صرف اس ایک فائدے کی طرف اشارہ یہ بتانے کے لیے کیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ بے مقصد، یا اتفاقاً نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے پیچھے ایک بڑی حکمت کام کر رہی ہے جس کا براہِ راست تمہارے اپنے مفاد سے گہرا تعلق ہے۔ تمہارے وجود کی ساخت اپنے سکون و راحت کے لیے جس تاریکی کی طالب تھی وہ رات کو، اور اپنی معیشت کے لیے جس روشنی کی طالب تھی وہ دن کو مہیا کی گئی ہے۔ تمہاری ضروریات کے عین مطابق یہ انتظام خود اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ یہ کسی حکیم کی حکمت کے بغیر نہیں ہوتا ہے۔ (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن جلد دوم، یونس، حاشیہ ۶۵۔ جلد چہارم، یس، حاشیہ ۳۲۔ المؤمن، حاشیہ ۸۵۔ الزخرف، حاشیہ ۲)۔

نہایت روشن اور گرم چراغ پیدا کیا، اور بادلوں سے لگاتار بارش برساتی تاکہ اس کے ذریعہ سے غلہ اور سبزی اور گھنے باغ اگائیں؟

۴۔ مضبوط کالفظ اس معنی میں استعمال کیا گیا ہے کہ اُن کی سرحدیں اتنی مستحکم ہیں کہ ان میں ذرہ برابر تغیر و تبدل نہیں ہونے پاتا اور ان سرحدوں کو پار کر کے عالم بالا کے بے شمار ستاروں اور سیاروں میں سے کوئی نہ ایک دوسرے سے ٹکراتا ہے نہ تہاری زمین پر آگرتا ہے۔ (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد اول، البقرہ، حاشیہ ۲- جلد دوم، الرعد، حاشیہ ۲- الحجر، حاشیہ ۸ و ۱۲- جلد سوم، المؤمنون، حاشیہ ۱۵- جلد چہارم، لقمان، حاشیہ ۱۳- یس، حاشیہ ۳۰- الصافات، حاشیہ ۵- ۶- المؤمن، حاشیہ ۹- جلد پنجم، قی، حاشیہ ۷- ۸)۔

۵۔ مراد ہے سورج۔ اصل میں لفظ وُجَّاج استعمال ہوتا ہے جس کے معنی نہایت گرم کئے بھی ہیں اور نہایت روشن کئے بھی، اس لیے ترجمہ میں ہم نے دونوں معنی درج کر دیئے ہیں۔ اس مختصر سے فقرے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کے جس عظیم الشان نشان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اُس کا قطر زمین کے قطر سے ۹۰ گنا اور اس کا حجم زمین کے حجم سے ۳۲ لاکھ ۳۲ ہزار گنا زیادہ بڑا ہے۔ اس کا درجہ حرارت ایک کروڑ چالیس لاکھ ڈگری سنٹی گریڈ ہے۔ زمین سے ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل دُور ہونے کے باوجود اُس کی روشنی کا یہ حال ہے کہ انسان اگر بہ نسبت آنکھ سے اس کی طرف نظر جملنے کی کوشش کرے تو اپنی بینائی کھو بیٹھے، اور اس کی گرمی کا حال یہ ہے کہ زمین کے بعض حصوں میں اس کی تپش کی وجہ سے درجہ حرارت ۴۰ ڈگری فاہرن ہائٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ اللہ ہی کی حکمت ہے کہ اس نے زمین کو اُس سے ٹھیک ایسے فاصلے پر رکھا ہے کہ نہ اُس سے بہت قریب ہونے کے باعث یہ بے انتہا گرم ہے اور نہ بہت دُور ہونے کے باعث بے انتہا سرد، اسی وجہ سے یہاں انسان، حیوان اور نباتات کی زندگی ممکن ہوتی ہے۔ اُسی سے قوت کے بے حساب خزانے نکل کر زمین پر پہنچ رہے ہیں جو ہمارے لیے سبب حیات بننے ہوتے ہیں۔ اُسی سے ہماری فصلیں پک رہی ہیں اور ہر مخلوق کو غذا ہم پہنچ رہی ہے۔ اُسی کی حرارت سمندروں کے پانی کو گرم کر کے وہ بھاپیں اُٹھاتی ہے جو ہواؤں کے ذریعہ سے زمین کے مختلف حصوں پر پھلتی اور بارش کی شکل میں برتی ہیں۔ اس سورج میں اللہ نے ایسی زبردست بھٹی سلگا رکھی ہے جو اربوں سال سے روشنی، حرارت اور مختلف اقسام کی شعاعیں مارے نظام شمسی میں پھینکے چلی جا رہی ہے۔

بے شک فیصلے کا دن ایک مقرر وقت ہے جس روز صور میں ٹھونک مار دی جائے گی، تم فوج در فوج نکل آؤ گے۔ اور آسمان کھول دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائے گا اور پہاڑ چلائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ سراب ہو جائیں گے۔

اللہ زمین پر بارش کے انتظام اور نباتات کی روئیدگی میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت کے جو جوہریت انجیز کمالات کا فرما ہیں ان پر تفصیل کے ساتھ تفہیم القرآن کے حسب ذیل مقامات پر روشنی ڈالی گئی ہے: جلد دوم صفحہ حاشیہ ۵۳ الف - جلد سوم، المؤمنون، حاشیہ ۱۷ - الشعراء، حاشیہ ۵ - الروم، حاشیہ ۳۵ - جلد چہارم، فاطر، حاشیہ ۱۹ - یس، حاشیہ ۲۹ - المؤمن، حاشیہ ۲۰ - الزخرف، حاشیہ ۱۰ - ۱۱ - جلد پنجم، الواقعة، حاشیہ ۲۸ - ۲۰۔

ان آیات میں پے در پے بہت سے آئندہ شواہد کو پیش کر کے قیامت اور آخرت کے منکرین کو بتایا گیا ہے کہ اگر تم آنکھیں کھول کر زمین اور پہاڑوں اور خود اپنی پیدائش اور اپنی نیند اور بیداری اور روز و شب کے اس انتظام کو دیکھو، کائنات کے بندھے ہوئے نظام اور آسمان کے چمکتے ہوئے سورج کو دیکھو، بادلوں سے برسنے والی بارش اور اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھو، تو تمہیں دو باتیں ان میں نمایاں نظر آئیں گی۔ ایک یہ کہ یہ سب کچھ ایک زبردست قدرت کے بغیر نہ وجود میں آسکتا ہے، نہ اس باقاعدگی کے ساتھ جاری رہ سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان میں سے ہر چیز کے اندر ایک عظیم حکمت کام کر رہی ہے اور کوئی کام بھی بے مقصد نہیں ہو رہا ہے۔ اب یہ بات صرف ایک نادان ہی کہہ سکتا ہے کہ جو قدرت ان ساری چیزوں کو وجود میں لانے پر قادر ہے وہ انہیں فنا کر سکتا ہے اور دوبارہ کسی اور صورت میں پیدا کر دینے پر قادر نہیں ہے۔ اور یہ بات بھی صرف ایک بے عقل ہی کہہ سکتا ہے کہ جس حکیم نے اس کائنات میں کوئی کام بھی بے مقصد نہیں کیا ہے اس نے اپنی دنیا میں انسان کو سمجھ بوجھ، خبر و سُرکی تمیز، طاقت و عصیان کی آزادی، اور اپنی بے شمار مخلوقات پر تصرف کے اختیار سے بے مقصد ہی دے ڈلے ہیں، انسان اس کی دی ہوئی ان چیزوں کو اچھی طرح استعمال کرے یا بری طرح، دونوں صورتوں میں اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا، کوئی بھلائیوں کرنے کے لئے مرجائے تو بھی مٹی میں مل کر ختم ہو جائے گا اور بُرائیاں کرتے کرتے مرجائے تو بھی مٹی ہی میں مل کر ختم ہو جائے گا، نہ بھلے کو اس کی بھلائی کا کوئی اجر ملے گا، نہ بُرے سے اس کی بُرائی پر کوئی باز پرس ہوگی۔ زندگی بعد موت اور قیامت و آخرت پر یہی دلائل ہیں جو جگہ جگہ قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر حسب ذیل

درحقیقت جہنم ایک گھات ہے، سرکشوں کا ٹھکانا، جس میں وہ مدتوں ٹپڑے رہیں گے۔ اس کے اندر

مقامات ملاحظہ ہوں تفہیم القرآن، جلد دوم، الرعد، حاشیہ ۷، جلد سوم، الحج، حاشیہ ۹، الروم، حاشیہ ۶، جلد چہارم، ساء، حاشیہ ۱۰، ادر۱۰-۱۲، الصافات، حاشیہ ۸-۹۔

۱۱۔ اس سے مراد وہ آخری نفعِ صورت ہے جس کا آوازہ بلند ہوتے ہی تمام مرے ہوئے انسان یکایک جی ٹھس گئے اور تم سے مراد موت وہی لوگ نہیں ہیں جو اُس وقت مخاطب تھے، بلکہ وہ تمام انسان ہیں جو آغازِ آفرینش سے قیامت تک پیدا ہوئے ہوں اور شریع کے لیے ملاحظہ ہوں تفہیم القرآن، جلد دوم، ابراہیم، حاشیہ ۷، جلد سوم، الحج، حاشیہ ۱۔ جلد چہارم، یس، حاشیہ ۶، ۷، ۸، ۹، الزمر، حاشیہ ۷۹۔

۱۲۔ اس تمام پر یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ یہاں بھی قرآن کے دوسرے بہت سے مقامات کی طرح قیامت کے مختلف مراحل کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا ہے۔ پہلی آیت میں اُس کیفیت کا ذکر ہے جو آخری نفعِ صورت کے وقت پیش آئے گی۔ اور بعد کی دو آیتوں میں وہ حالت بیان کی گئی ہے جو دوسرے نفعِ صورت کے موقع پر رونما ہوگی۔ اس کی مشابہت ہم تفہیم القرآن، جلد پنجم، تفسیر سورہ الحاقہ، حاشیہ ۱۰ میں کر چکے ہیں۔ آسمان کھول دیا جائے گا سے مراد یہ ہے کہ عالم بالا میں کوئی بندش اور رکاوٹ باقی نہ رہے گی اور ہر طرف سے ہر آفتِ سماوی اس طرح ٹوٹی پڑ رہی ہوگی کہ معلوم ہو گا کہ کیا اس کے آنے کے لیے سارے دروازے کھلے ہیں اور اس کو روکنے کے لیے کوئی دروازہ بھی بند نہیں رہا ہے۔ پہاڑوں کے چلنے اور سراب بن کر رہ جانے کا مطلب یہ ہے کہ دیکھتے دیکھتے پہاڑ اپنی جگہ سے اٹھ کر اڑیں گے اور پھر ریزہ ریزہ ہو کر اس طرح پھیل جائیں گے کہ جہاں پہلے کبھی پہاڑ تھے وہاں ریت کے وسیع میدانوں کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔ اسی کیفیت کو سورہ طہ میں یوں بیان کیا گیا ہے: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اُس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ ان سے کہو میرا یہ ان کو دھول بنا کر اڑا دیگا اور زمین کو ایسا ہموار کہ چیل میدان بنا دے گا کہ اس میں تم کوئی بلی اور سگڑ تک نہ دیکھو گے“ (آیات ۵، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶

خطرہ نہیں ہے، لیکن جہنم ان کے لیے ایک ایسی ٹھپی ہوئی گھاٹ ہے جس میں وہ یکایک چھنسیں گے اور بس چھنیں کر ہی رہ جائیں گے۔

۱۵۔ اصل میں لفظ احقاب استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں پے درپے آنے والے طویل زمانے، ایسے مسلسل ادوار کہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ اس لفظ سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کرنے کی کوشش کی ہے کہ جنت کی زندگی میں تو ہمیشگی ہوگی مگر جہنم میں ہمیشگی نہیں ہوگی، کیونکہ یہ مدتیں خواہ کتنی ہی طویل ہوں، بہر حال جب مدتوں کا لفظ استعمال کیا گیا ہے تو اس سے ہی تصور ہوتا ہے کہ وہ لائننا ہی نہ ہوگی بلکہ کبھی نہ کبھی جا کر ختم ہو جائیں گی۔ لیکن یہ استدلال دوجوہ سے غلط ہے۔ ایک یہ کہ عربی لغت کے لحاظ سے حقب کے لفظ ہی میں یہ مفہوم شامل ہے کہ ایک حقب کے پیچھے دوسرا حقب ہو، اس لیے احقاب لازماً ایسے ادوار ہی کے لیے بولا جائے گا جو پے درپے ایک دوسرے کے بعد آتے چلے جائیں اور کوئی دوسرا ایسا نہ ہو جس کے پیچھے دوسرا دور نہ آئے۔ دوسرے یہ کہ کسی موضوع کے متعلق قرآن مجید کی کسی آیت سے کوئی ایسا مفہوم لینا اصولاً غلط ہے جو اسی موضوع کے بارے میں قرآن کے دوسرے بیانات سے متصادم ہوتا ہو۔ قرآن میں ۳۴ مقامات پر اہل جہنم کے لیے عفو و ہمیشگی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، تین جگہ صرف لفظ خلود ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس پر ایداً (ہمیشہ ہمیشہ) کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے، اور ایک جگہ صاف صاف ارشاد ہوتا ہے کہ ”وہ چاہیں گے کہ جہنم سے نکل جائیں، مگر وہ اس سے ہرگز نکلنے والے نہیں ہیں اور ان کے لیے قائم رہنے والا عذاب ہے“ (المائدہ آیت ۳۴)۔ ایک دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ ”اسی حالت میں وہ ہمیشہ رہیں گے جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں“ (تیسرا آیت ۱۰۶-۱۰۸)۔ اور یہی بات اہل جنت کے متعلق بھی فرمائی گئی ہے کہ ”جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں“ (تیسرا آیت ۱۰۶-۱۰۸)۔ اور چاہے ”(ہود، آیات ۱۰۶-۱۰۸)۔ ان تصریحات کے بعد لفظ احقاب کی بنیاد پر یہ کہنے کی آخر کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ جہنم میں خدا کے باخبروں کا قیام دائمی نہیں ہوگا بلکہ کبھی نہ کبھی ختم ہو جائے گا؟

کسی ٹھنڈک اور پینے کے قابل کسی چیز کا مزہ وہ نہ چکھیں گے، کچھ ملے گا تو بس گرم پانی اور زخموں کا دھوئیاں^۱ اُن کے کرتوتوں، کا بھر پور بدلہ۔ وہ کسی حساب کی توقع نہ رکھتے تھے اور ہماری آیات کو انہوں نے بالکل مجھلادیا تھا، اور حال یہ تھا کہ ہم نے ہر چیز گن گن کر کھڑ رکھی تھی۔ اب چکھو مزہ، ہم تمہارے لیے عذاب کے سوا کسی چیز میں ہرگز اضافہ نہ کریں گے یا

یقیناً متقیوں کے لیے کامرانی کا ایک مقام ہے، باغ اور انگور، اور نوزخیز ہم سن لو گیائیں، اور

۱۔ اسل میں نقطہ فراق استعمال ہوا ہے جس کا اطلاق پیپ، لہو، کچ لہو، اور آنکھوں اور کھالوں سے بہنے والی ان تمام طوبتوں پر ہوتا ہے جو شدید تندی کی وجہ سے بڑھتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ لفظ ایسی چیز کے لیے بھی بولا جاتا ہے جس میں سخت لعن اور شرا مذہب۔

۲۔ یہ ہے وہ سبب جس کی بنا پر وہ بہتیم کے اس خزنک عذاب کے مستحق ہونگے۔ ایک یہ کہ دنیا میں وہ یہ سمجھتے ہوئے زندگی بسر کرتے رہے کہ کبھی وہ وقت نہیں آنا ہے جب انہیں خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہو۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے ذریعہ سے ان کی ہدایت کے لیے جو آیات بھی تھیں انہیں ماننے سے انہوں نے قطعی انکار کر دیا اور ان کو جھوٹ قرار دیا۔

۳۔ یعنی اُن کے اقوال یا افعال کا، ان کی حرکات و سکنات کا، حتیٰ کہ ان کی نیتوں اور خیالات اور مقاصد تک کا مکمل ریکارڈ ہم تیار کرتے جا رہے تھے جس سے کوئی چیز چھوٹی ہوئی نہ تھی، اور وہ بے وقوف اس بے خبر اپنی جگہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ وہ کسی اندھیز لگاری میں جی رہے ہیں جہاں وہ اپنی مرضی اور خواہش سے جو کچھ چاہیں کرتے ہیں، اس کی باز پرس کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

۴۔ یہاں متقیوں کا لفظ اُن لوگوں کے مقابلے میں استعمال کیا گیا ہے جو کسی حساب کی توقع نہ رکھتے تھے اور جنہوں نے اللہ کی آیات کو مجھلادیا تھا۔ اس لیے لامحالہ اس لفظ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی آیات کو مانا اور دینا میں یہ سمجھتے ہوئے زندگی بسر کی کہ انہیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

۵۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ آپس میں ہم سن ہوئی۔ اور یہ بھی کہ وہ ان لوگوں کی ہم سن ہوئی جن کی زوجیت میں وہ دی جائیں گی سورہ س، آیت ۵۲، اور سورہ واقعہ آیت ۲۶ میں بھی یہ مضمون گزر

چھلکتے ہوئے جام۔ وہاں کوئی لغو اور جھوٹی بات وہ نہ سنیں گے۔ جزا اور کافی انعام تمہارے رب کی طرف سے، اُس نہایت ہیرمان خدا کی طرف سے جو زمین اور آسمانوں کا اور ان کے درمیان کی ہر چیز کا مالک ہے، جس کے سامنے کسی کو بولنے کا یا رانہیں۔

جس روز روض اور ملائکہ صفت بستہ کھڑے ہوں گے، کوئی نہ بولے گا سوائے اُس کے جسے رحمان اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے۔ وہ دن برحق ہے، اب جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف چکھے۔

۱۱۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس بات کو جنت کی بڑی نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے کہ آدمی کے کان وہاں پہنچے اور جھوٹی اور گندی باتیں سننے سے محفوظ رہیں گے۔ وہاں کوئی یا وہ کوئی اور فضول گپ بازی نہ ہوگی، کوئی کسی سے نہ جھوٹ بولے گا نہ کسی کو ٹھٹھلائے گا، دنیا میں کالم کلچر، مہتان، اقران، ہمت اور الزام تراشیوں کا جو طوفان برپا ہے، اس کا کوئی نام و نشان وہاں نہ ہوگا۔ دزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفسیر القرآن، جلد سوم، موسم، حاشیہ ۳۸۔ جلد پنجم، الواقعہ، حواشی ۱۳-۱۴۔

۱۲۔ جزا کے بعد کافی انعام دینے کا ذکر یہ معنی رکھتا ہے کہ ان کو صرف وہی جزا نہیں دی جائے گی جس کے وہ اپنے نیک اعمال کی بنا پر مستحق ہوں گے، بلکہ اس پر مزید انعام اور کافی انعام بھی انہیں دیا جائے گا۔ اس کے برعکس اہل جہنم کے بارے میں صرف اتنا فرمایا گیا ہے کہ انہیں ان کے کرتوتوں کا بھر پور بدلہ دے دیا جائے گا، یعنی نہ ان کے جرائم سے کم سزا دی جائے گی، نہ اس سے زیادہ۔ یہ بات قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ مثلاً یونس، آیات ۲۶-۲۷۔ النمل، آیات ۸۹-۹۰۔ القصص، آیت ۸۴۔ سبا، آیات ۳۳ تا ۳۸۔ المؤمن، آیت ۴۰۔

۱۳۔ یعنی میدانِ حشر میں دربارِ الہی کے مہرب کا یہ عالم ہو گا کہ اہل زمین ہوں یا اہل آسمان، کسی کی بھی یہ مجال نہ ہوگی کہ از خود اللہ تعالیٰ کے حضور زبان کھول سکے، یا عدالت کے کام میں مداخلت کر سکے۔

۱۴۔ اہل تفسیر کی اکثریت کا خیال یہی ہے کہ اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں اور ان کا جو بلند مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کی وجہ سے ملائکہ سے الگ ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ دزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفسیر القرآن

پلٹنے کا راستہ اختیار کر لے۔

ہم نے تم لوگوں کو اُس عذاب سے ڈرا دیا ہے جو قریب آگاہ ہے جس روز آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھجا ہے، اور کافر بپا رٹھے گا کہ کاش میں خاک ہوتا۔

جلد پنجم، المعارج، حاشیہ ۳۔

۲۵۔ بولنے سے مراد شفاعت ہے، اور فرمایا گیا ہے کہ وہ صرف دو شرطوں کے ساتھ ممکن ہوگی۔ ایک شرط یہ کہ جس شخص کو جس گنہگار کے حق میں شفاعت کی اجازت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گی صرف وہی شخص اسی کے حق میں شفاعت کر سکے گا۔ دوسری شرط یہ کہ شفاعت کرنے والا بجا اور درست بات کہے، بے جا نوعیت کی سفارش نہ کرے، اور جس کے معاملہ میں وہ سفارش کر رہا ہو وہ دنیا میں کم از کم کلمہ حق کا قائل رہا ہو، یعنی محض گناہ گار ہو، کافر نہ ہو۔ (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد اول، البقرہ، حاشیہ ۲۸۱۔ جلد دوم، یونس، حاشیہ ۵۔ ہود، حاشیہ ۱۰۶۔ جلد سوم، مریم، حاشیہ ۵۲۔ طہ، حاشیہ ۸۵۔ ۸۶۔ الانبیاء، حاشیہ ۲۷۔ جلد چہارم، سبأ، حاشیہ ۴۰۔ ۴۱۔ المؤمن، حاشیہ ۳۲۔ الزخرف، حاشیہ ۶۸۔ جلد پنجم، النجم، حاشیہ ۲۱۔)

۲۶۔ بظاہر ایک آدمی یہ خیال کر سکتا ہے کہ جن لوگوں کو خطاب کر کے یہ بات کہی گئی تھی ان کو مرے ہونے اب ۴۴ سو سال گزر چکے ہیں، اور اب بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قیامت آئندہ کتنے سو، یا کتنے ہزار، یا کتنے لاکھ برس بعد آئیگی۔ پھر یہ بات کس معنی میں کہی گئی ہے کہ جس عذاب ڈرا یا گیا ہے وہ قریب آگاہ ہے؛ اور سورۃ کے آغاز میں یہ کیسے کہا گیا ہے کہ عقرب انہیں معلوم ہو جائے گا؛ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کو وقت کا احساس صرف اسی وقت تک رہتا ہے جب تک وہ اس دنیا میں زمان و مکان کی حدود کے اندر جہانی طور پر زندگی بسر کر رہا ہے۔ مرنے کے بعد صرف روح باقی رہ جائے گی، وقت کا احساس و شعور ماتی نہ رہے گا، اور قیامت کے روز جب انسان دوبارہ زندہ ہو کر اٹھے گا اس وقت اسے یوں محسوس ہوگا کہ ابھی سوتے سوتے اسے کسی نے جگا دیا ہے۔ اس کو یہ احساس بالکل نہیں ہوگا کہ وہ ہزار یا سال کے بعد دوبارہ زندہ ہوا ہے۔ (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد دوم، اہل، حاشیہ ۳۶۔ بنی اسرائیل، حاشیہ ۵۶۔ جلد سوم، طہ، حاشیہ ۸۰۔ جلد چہارم، یونس، حاشیہ ۴۸۔)

۲۷۔ یعنی دنیا میں پیدا ہی نہ ہوتا، یا مگر مٹی میں مل جاتا اور دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کی نوبت آتی۔